شاہ بلیغ الدین

آستین کا سانپ (ابن علقمی اور طوسی جیسے ایک بھائی کا کردار)

صبح صبح اپنے نیزوں پر انسانی سروں کو اٹھائے ہوئے دشمن کا لشکر قلعہ سے قریب آ کر رک گیا۔ طبل جنگ پر مسلسل چوٹ پڑ رہی تھی۔ پھر لشکروں نے اپنے نیزوں پر سے انسانی سروں کو اتار کر ان سے مینار بنانا شروع کیا۔ یہ ۱۲۲۹ء کی بات ہے یعنی اب سے ساڑھے سات سو برس پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ لشکر چنگیزی لشکر تھا جس کا ہر اول دستہ ۷۰ ہزار سے کم نہ تھا۔ یہ کاشغر و مرغانہ کی ریاستوں کو ملیامیٹ کر کے یہاں پہنچا تھا۔ تاکہ پیچھے چنگیزی لشکر پر کوئی حملہ نہ ہو۔ یہ لشکر خوارزم کی وجہ سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا تھا۔

انزار کے قلعے پر قائر خاں سخت بے چینی سے فصیل پر گھوم رہا تھا۔ اتنے میں قلعے کے جاسوس ہر کارے نے آکر سلام کیا اور تصدیق کی کہ چنگیز کا درندہ صفت لشکر آ گیا ہے۔ سلطنت خوارزم شاہی کے سرحدی کمانڈر نے فوراً سوال کیا کہ اب تعداد کا کیا اندازہ ہے؟ جواب ملا دو منزل پہلے تک لشکر کے ساتھ تھا دائیں بائیں بیچ کی اور پیچھے کی فوج ہراول دستہ کے ساتھ ملا کر تین لاکھ سے کم نہ ہو گی۔ کمانڈر قائر نے فوج کی تعداد معلوم کر کے ایک مرتبہ پھر انسانی سروں کے مینار کو دیکھا اور اپنے آپ سے بولا کہ اب قلعہ کے اطراف کی سب آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہو گا۔ تبھی یہ مینار بن سکا ہے۔ کوئی بتائے کہ ان معصوموں کا کیا قصور تھا؟ لشکر ہماری فوج سے ٹکراتا۔ خون ناحق تو چنگیزی لشکر کی تباہی کی علامت ہے۔ ان شا اللہ یہ اللہ کے قہر کا نشانہ بنے گا۔ اس نے اپنے سب فوجی افسروں کو جمع کیا۔ وزیر قراجا خان کو بھی بلایا یہ اس کے بادشاہ خوارزم شاہ کا بڑا بھروسے کا آدمی تھا۔ چنگیزی لشکر کے آنے کی افواہیں زمانے سے گرم تھیں۔ کمانڈر قائر خان نے خوارزم شاہ سے فوجی مدد طلب کی تو جواب میں دس ہزار سپاہ کے ساتھ اس نے قراجا خان وزیر کو بھیجا تھا۔ باقی فوج آنے سے پہلے ہی چنگیزی پہنچ گئے تھے۔ کمانڈر قائر خان کے فوجی سرداروں نے جو مشورہ دیا وزیر قراجا کا مشورہ اس سے بالکل الٹا تھا۔ اس نے پہلے دن اس سے اس بات پر زور دیا کہ صلح کی بات چیت بہتر رہے گی۔ کمانڈر سوچ میں پڑ گیا۔ بولا کہ اب صلح کا مطلب تو دینا ہے۔ یہ بھی ہار کی ایک صورت ہے۔ وزیر قراجا نے باتیں بنانی شروع کیں۔ قلعے کے کمانڈر کو اس پر شک ہوا لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔

اس نے اپنی حکمت عملی کے مطابق روزانہ پچاس پچاس سرفروشوں کی ٹکڑیاں ہراول دستے پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کرنا شروع کیں کہ چنگیزی لشکر کا حوصلہ ٹوٹ جائے۔ ان سرفروشوں کو حکم تھا کہ جان بیچ کر لڑو تم میں سے کوئی زندہ یا زخمی کسی حالت واپس نہیں آئے گا۔ یہ سرفروش صبح ہی صبح قلعہ سے نکل کر چنگیزی ہراول دستے کے دانت کھٹے کر دیتے۔ ان کی مجاہدانہ آن بان اور شان دیکھ کر کافری لشکر کائی کی طرح پھٹ جاتا اور یہ سرفروش کئی کئی دشمنوں کی جان لے کر از خود جام شہادت پی جاتے لڑائی کے اس نئے طریقے نے چنگیزی لشکر کو کہیں کا نہ رکھا۔ ادھر کمانڈر قائر خان کو اپنے بادشاہ کی طرف سے امدادی لشکر کا انتظار تھا کہ معلوم ہوا کہ ایک رات قلعہ کا دروازہ کھول کر وزیر قراجا خان اپنے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ چنگیزی لشکر سے جا ملا۔ اسلامی تاریخ میں ایسے

(بقیہ صـ ۲۵ پر)